معاشرتی مسائل —— دین فطرت کی روشنی میں

از مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جس میں انسانی زندگی کے اہم ترین مسائل۔ شادی بیاہ دمع تعداد ازدواج، طلاق اور وراثت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے نیز "مسلم پرسنل لا" میں تبدیلی کے ایک زبردست وکیل اور مشہور قانون داں.... کے مقابلہ کا جواب دیا گیا ہے نیز اس کا علمی و تحقیقی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ بہترین کتابت و طباعت دیدہ زیب گرد پوش ۱۸×۲۲ کے ۲۴۰ صفحات پر پھیلی ہوئی۔ قیمت صرف بارہ روپے

ملنے کا پتہ —— مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

FORM – IV
((SEE RULE – 8)

مقام اشاعت: ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

وقفہ اشاعت: ماہانہ

پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر، پروپرائٹر: محمد ثانی حسنی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

میں محمد ثانی حسنی بذریعہ تحریر اطلاع کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی حد تک صحیح ہیں

دستخط پبلشر: محمد ثانی حسنی

دفتر رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

صدر یار جنگ

(یعنی نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی کی سوانح حیات)

جس میں

ان کا خاندانی تعارف، ان کے حالاتِ زندگی، خصوصیات و کمالات، علمی ادبی خدمات تصنیفات، مختلف علمی و دینی تحریکات میں ان کا حصہ، اور ضمناً ان تحریکوں اور اداروں کا ضروری تعارف بھی آگیا ہے اور اس طرح یہ کتاب ایک پورے دور کی تاریخ بن گئی ہے —!

مع مقدمہ
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

شمس تبریز خاں

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ

مسلم خواتین کا ترجمان

جرائد
۳۶۰۰۶
۵۶۱۲

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

Monthly

Rizwan

LUCKNOW

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امامہ حسنی
میمونہ حسنی

زاد سفر

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب

"ریاض الصالحین" کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزل آخرت کا

بہترین زاد سفر

Price 13-50

MAKTABA-E-ISLAM

Gwynne Road Lucknow

ماہنامہ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

بیادگار

امۃ اللہ تسنیم صاحبہ

مرحومہ

رضوان لکھنؤ

نمبر ۳	مارچ سنہ ۱۹۷۶ء	جلد ۲۰

ایڈیٹر

محمد ثانی حسنی

معاونین

اُمامہ حسنی ـــــ میمونہ حسنی

فی پرچہ

ایک روپیہ

سالانہ چندہ

ہندستان میں ۱۰ روپے

ممالک غیر: ایک پاؤنڈ

اس خانہ میں اگر سرخ نشان ہے تو آپ کا چندہ خریداری ختم ہو چکا ہے۔ آئندہ پرچہ جاری رکھنے کے لیے اپنا چندہ مبلغ دس روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ۲۰ تاریخ تک چندہ یا خط نہ ملنے پر اگلا شمارہ وی پی سے روانہ ہوگا جس کا خرچ آپ کو برداشت کرنا پڑے گا۔

منیجر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

محمد ثانی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

کیا اور کہاں

اداریہ	محمد ثانی حسنی	۳
قرآن آپ سے مخاطب ہے	حمزہ حسنی ندوی	۵
حدیث کی روشنی میں	امۃ اللہ تسنیم رح	۷
صلی اللہ علیہ وسلم	امۃ اللہ تسنیم رح	۹
نبوت محمدی کا عطیہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۰
اب تری زندگی ہوئی	امۃ اللہ تسنیم	۱۷
حضور کی تعلیمات اور سماج	مولانا برہان الدین سنبھلی	۱۸
تعزیتی خطوط	ادارہ	۲۹
اسلام اور ہم	سید قطب	۳۱
مہمان رحمت یا زحمت	تخلص بھوپالی	۳۴
سوال وجواب	ادارہ	۳۸

اداریہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمہ امۃ اللہ تسنیم رح کے بعد

محمد ثانی حسنی

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَعطٰی وَلَہٗ مَا اَخَذَ وَکُلٌّ عِندَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

محترمہ سیدہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ (اللہ ان کی مغفرت فرمائے) میری محسن خالہ اور پورے خاندان کی شفیق اور نئی نسل کی مربی تھیں، ان کے وجود سے ہمارے گھروں میں خیر و برکت بھی تھی اور خاندان کی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی "رضوان" کو ان کے قلم سے اور قارئین "رضوان" کو ان کے مضامین اور نظموں سے جو فائدہ پہنچا وہ ان خطوط سے ظاہر ہو رہا ہے جو ان کی تعزیت میں برابر چلے آرہے ہیں۔ ہم ان تمام بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے غم کو اپنا غم سمجھا اور مرحومہ کے لیے قرآن شریف پڑھا اور مختلف طریقوں سے ایصال ثواب کیا۔ امید ہے کہ "رضوان" کے ذریعہ انیس سال تک رضوان کے پڑھنے والوں سے مرحومہ کا جو قلمی تعلق رہا ہے اس کی بنا پر بھائی اور بہنیں ان کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرتی رہیں گی اور اس وقت ان کے حق میں یہی بڑی خدمت ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو ہم سب کی طرف سے پوری جزا عطا فرمائے اور ان کی کتابوں، مضامین اور حمد و نعت سے، جو انھوں نے لکھ کر اور کہہ کر اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنایا تھا، برابر فائدہ پہنچتا رہے، ان کی یاد میں انشاء اللہ "رضوان" کا ایک خاص نمبر پیش کیا جائے گا جس میں ان کے حالات زندگی، ان کی دینی علمی خدمات

تصنیفات، معمولات، سیرت و کردار کا تذکرہ کیا جائے گا جو انشاء اللہ قارئین رضوان کے لیے مشعل راہ کا کام دے گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مفید سے مفید نمبر پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے سب کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچائے۔

معاون مدیر: محترمہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ "رضوان" کی شروع سے معاون مدیر تھیں وہ معاون مدیر کیا تھیں ہم سب کی سرپرست بھی تھیں مدیر اور "رضوان" کو ان کی معاونت اور سرپرستی سے جو فائدہ ہوا وہ سب جانتے ہیں اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم سب وہ بے بدل نعمت لے لی جائے، اللہ تعالیٰ ہم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اب نئے معاون کی ضرورت پڑی ہے اور ہم نے اس پر غور کیا، ہمارے خاندان کے بزرگ اور سرپرست خال مکرم مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی کی تجویز پر "رضوان" کی معاونت ادارت کے لیے عزیزہ امۃ حسنی اور عزیزہ میمونہ حسنی کا انتخاب کیا گیا ہے، ان میں اول الذکر میری لڑکی اور مؤخر الذکر برادر عزیز مولوی محمد رابع ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء کی لڑکی ہے اور ان دونوں نے محترمہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ کی خدمت میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی تھی اور ان دونوں پر مرحومہ کی بڑی نظر عنایت رہی ہے اور ان کو اپنی بیٹیوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر رکھا اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ان کے کوئی اولاد نہ تھی، یہی ان کی اولاد اور مرکز توجہ رہی ہیں۔ ان دونوں کے مضامین بھی اکثر "رضوان" میں شائع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اس علمی اور قلمی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے اور ان کے قلم، عمر، ایمان اور صحت و عافیت میں برکت دے اور مرحومہ کا نعم البدل بنائے

گذشتہ ماہ اعلان ہوا تھا کہ یہ شمارہ نمبر ہوگا مگر نمبر کے لیے لکھنے والے حضرات خصوصاً خال مکرم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اس حال میں نہ تھے کہ اتنی جلدی مضمون لکھوا سکتے

اس لیے [illegible]

قرآن آپ سے مخاطب ہے

محمد حمزہ حسنی

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بہترین نمونہ ہے)

یہ آیت کریمہ تمام مسلمانوں کے لیے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں ایک راہ عمل ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ راہ نجات ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ہو چاہے وہ دین سے تعلق رکھتا ہو یا دنیا سے پورا معاشرہ اس سے متعلق ہو یا کوئی فرد واحد۔ اس کا صحیح حل اسوۂ نبوی سے ہی مل سکتا ہے۔

اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہماری دنیا برباد نہ ہو۔ تباہی کے گڑھے میں گرنے سے ہم بچ جائیں تو ہمارے لئے اس راہ کے علاوہ کوئی راستہ یا کوئی طریقہ نہیں جس کی نشاندہی یہ آیت کریمہ کر رہی ہے۔

عبادت و ریاضت ہو تو ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و ریاضت اور اس میں آپ کے انہماک، خشوع خضوع پر نظر رکھنی چاہیے۔ اخلاق و مروت کی بات ہے تو ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے ساتھیوں اور دشمنوں کے ساتھ کیسے تھے۔ تجارت کا مسئلہ ہو تو ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارتی زندگی ہونی چاہیے۔ جہاد کا میدان ہو تو ہمارے سامنے غزوہ بدر و احد اور حنین اور صلح حدیبیہ، فتح مکہ کے واقعات ہونے چاہئیں بیات

میں دخل دیتے وقت ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی ہونی چاہیے۔
غرض کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس کے لیے ہم کو حیات طیبہ سے روشنی نہ ملتی ہو، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پوری نوع انسانی کے لئے ایک منارہ نور ہے جس کے ذریعہ نوع انسانی تاریکی سے روشنی کی طرف گمراہی سے اللہ کی بندگی کی طرف ہدایت پاسکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے اپنے مسائل حل کرنا کوئی دشوار طلب معاملہ نہیں، اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ آپ کی پاک زندگی کا کوئی گوشہ یا کوئی پہلو ہماری نگاہوں سے مخفی نہیں ہے اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی حیات طیبہ کی ایک ایک بات پوری دیانتداری اور تفصیل کے ساتھ ہم تک پہنچائی ہے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات رضؓ نے آپؐ کی گھریلو زندگی اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ آپؐ کا جو معاملہ تھا اس کی مکمل تصویر کشی فرمادی ہے۔

ہمارے لئے سنت نبویؐ پر عمل کرنے میں صحابہ کرامؓ کی مثالیں ہیں کہ ایک معمولی سنت پر عمل کرنے اور اس کو جاننے کے لیے دور دور کا سفر کرنے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دین اور دنیا کی کامیابی حاصل کی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی سرفراز ہوئے۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ حضرت عابسؓ ابن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ حجر اسود چوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے نہ دیکھتا تو میں نہ چومتا (بخاری)

حدیث کی روشنی میں

ہمارے نبیؐ

امۃ اللہ تسنیم (ر)

عبادت اور ریاضت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (نماز میں) کھڑے ہوتے تھے اور کھڑے کھڑے آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے، میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے و پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں شکرگذار بندہ نہ بنوں (بخاری و مسلم)

امت پر شفقت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے آدمی کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی، اس میں پتنگے اور پروانے گرنے لگے اور وہ ہنکاتا ہے اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو دوزخ سے ہٹاتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلے جارہے ہو (مسلم)

بچوں پر شفقت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ ابن علیؓ کو پیار کیا۔ آپ کے پاس اقرع ابن حابس کھڑے تھے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہمارے دس لڑکے ہیں، ہم کسی کو پیار نہیں کرتے، آپ نے فرمایا جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری مسلم)

جود و سخا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے سوال پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا۔

اخلاق: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے بہتر ہیں (بخاری و مسلم)

شرم و حیا: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکیوں سے زیادہ شرم تھی۔ جب کوئی بات آپ کو ناپسند ہوتی تھی تو آپ کے تیور سے پہچان لیتے تھے (بخاری و مسلم)

ایثار: حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کو اپنے ہاتھ سے بُن کر لائی ہوں کہ آپ کو پہناؤں۔ آپ نے قبول کر لیا۔ آپ کو ضرورت بھی تھی۔ آپ اس کی تہہ بند باندھ کر ہمارے مجمع میں تشریف لائے۔ ایک صاحب بولے کتنی اچھی ہے اس کو آپ ہمیں دید یجئے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا پھر اسی مجلس میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے اور تہہ بند لپیٹ کر ان کو بھیجدی۔ لوگوں نے کہا تم نے بہت برا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت تھی۔ آپ پہنے ہوئے تھے تم نے مانگ لیا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے انھوں نے کہا کہ میں نے اس لئے نہیں مانگا کہ پہنوں گا بلکہ اس لئے مانگا ہے کہ میرا کفن اسی کا ہو۔ حضرت سہل رضؓ کہتے ہیں کہ وہ چادر ان کے کفن ہی کے کام آئی۔ (بخاری)

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اقدس مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر دین اور رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
صبح سعادت، مہر درخشاں ظلمت شب میں اختر تاباں
حسن سراپا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مطہر کتنا معطر روئے مبارک ماہ منور
دلکش باتیں شیریں تبسم صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم، خلق مجسم جس پر گواہ قرآن مکرم
عبد و آقا کے یکساں ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ عرب اور شان مدینہ، فخر عرب سلطان مدینہ
صاحب کوثر مالک زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکّی، روح مصفا قلب منور حسن میں یکتا
ظاہر و باطن نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
جود و سخا اور لطف و عطا شیوہ ان کا مہر و وفا
رافت و رحمت اور حلم و کرم صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی آمد رحمت یزداں ان کی بعثت بخشش رحماں
خلق خدا کے رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر دیں و رہبر کامل جن پہ ہوا ہے دین مکمل
وحی خدا کے پیکر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہے جس کا سب سے اول بعثت جس کی سب سے آخر
سب سے مؤخر سب پہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
خلقت جس کی سب سے بہتر بعثت جس کی توحید کی مظہر
جس کا مداح خالق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

از:-
امۃ اللہ تسنیم رح

نبوّتِ محمدیؐ کا عطیہ

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

انسان کبھی ترنگ میں آتا ہے اور طفلانہ معصومیت کے ساتھ اپنے مالک سے کچھ کہنے لگتا ہے۔ ایسی ہی ترنگ میں اقبالؒ نے انسانوں کی طرف سے اپنے مالک کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔

ترا خرابہ فرشتے نہ کرسکے آباد !

اگر آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام عرض کرے تو کیا بے جا ہے کہ خدایا تیری خدائی برحق ! تو محمد رسول اللہ کا خالق اور اس ساری دنیا کا خالق و مالک اور ہر شئے پر قادر ہے۔ لیکن کیا تیرے بندوں اور تیری مخلوقات میں سے کسی نے تیرا نام اس طرح پھیلایا اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جس طرح تیرے بندے اور پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ یہ کوئی بے ادبی اور سرکشی نہیں، اس میں بھی تعریف اسی خدا کی ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیغمبر بھیجا اور ان کو اپنا نام پھیلانے اور اپنا دین چمکانے کی یہ طاقت اور توفیق عطا فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے میدان میں جب اپنی چودہ پندرہ سال کی کمائی اللہ کی دین کی مدد کے لئے سامنے رکھ دی اور ۳۱۳ کو ایک ہزار

کے مقابلہ میں لاکر کھڑا کردیا تو زمین پر سر رکھ کر اپنے مالک سے یہی کہا تھا کہ اے اللہ اگر تو اس مٹھی بھر جماعت کو آج ہلاک کردینے کا فیصلہ فرماتا ہے تو قیامت تک تیری عبادت نہ ہوسکے گی :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی جو صدا لگائی تھی اس سے دنیا کا کوئی مذہب کوئی فلسفہ اور کوئی دماغ غیر متاثر نہیں رہا۔ جب سے دنیا نے سنا کہ انسان کے لئے خدا کے سوا کسی اور کے سامنے جھکنا ذلت اور عار ہے خدا نے فرشتوں کو آدمؑ کے سامنے اس لئے جھکایا تاکہ سب سجدے اس کی اولاد پر حرام ہوجائیں۔ وہ سمجھ لے کہ جب اس کارخانہ قدرت کے کارندے ہمارے سامنے جھکا دیئے گئے تو ہم کو اس دنیا کی کسی چیز کے سامنے جھکنا کب زیب دیتا ہے۔ جب سے دنیا نے توحید کی یہ حقیقت اور انسان نے اپنی یہ حیثیت سنی اس وقت سے شرک خود اپنی نگاہ میں ذلیل ہوگیا۔ اس کو احساس کمتری نے گھیر لیا۔ آپ کی بعثت محمدی کے بعد اس کے لہجہ میں فرق محسوس ہوگا اب وہ اپنے عمل پر نازاں نہیں وہ اس کی تاویل اور فلسفیانہ تعبیر کرتا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ توحید کی آواز نے دل میں گھر کرلیا ہے۔

پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم و یقین کے ساتھ وہ طاقت بھی پیدا کرکے دکھادی جس میں ہزار پولیس، سینکڑوں عدالتوں اور بیسیوں حکومتوں سے زیادہ طاقت ہے یعنی ضمیر کی طاقت، نیکی کی رغبت، گناہ سے نفرت اور نفس کا خود احتساب۔

یہ اسی طاقت کا کرشمہ تھا کہ ایک صحابی جن سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوجاتا ہے

وہ بیتاب ہو جاتے ہیں۔ ضمیر چٹکیاں لینے لگتا ہے اور وہ حضورؐ کی خدمت میں آتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں حضور! مجھ کو پاک کر دیجئے۔ آپ رخ انور پھیر لیتے ہیں۔ وہ اسی طرف آ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ دوسری طرف رخ کر لیتے ہیں، وہ اس طرف آ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ تحقیق کرواتے ہیں کہ ان کی دماغی حالت خراب تو نہیں ہے۔ جب معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح الدماغ آدمی ہیں تو آپ ان کو سزا دلواتے ہیں۔ کس چیز نے ان کو سزا پر آمادہ کیا اور کونسی چیز ان کو خود کھینچ کر لائی؟

آگے چلئے غامدیہ ایک ان پڑھ عورت تھیں کسی دیہات کی رہنے والی وہ ایک بار بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ نہ کوئی دیکھنے والا تھا نہ سننے والا مگر ان کے دل میں ایک پھانس تھی جو ان کو چین نہ لینے دیتی تھی۔ ان کو کھانے پینے میں مزہ نہ آتا تھا۔ وہ کھانا کھاتیں تو ان کا دل کہتا تھا کہ تم ناپاک ہو پانی پیتیں تو دل کہتا کہ تم ناپاک ہو۔ ناپاک کا کیا کھانا کیا پینا، تمھیں پہلے پاک ہونا چاہیے۔ اس گناہ کی پاکی سزا کے بغیر ممکن نہیں وہ خود آنحضرتؐ کی خدمت خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور تقاضا کرتی ہیں کہ ان کو پاک کر دیا جائے اور اس پر اصرار کرتی ہیں۔ یہ معلوم کر کے ان کے پیٹ میں بچہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بچہ کا کیا قصور اس کی جان تمھارے ساتھ کیوں جائے جب یہ ہو جائے تب آنا۔ خیال کیجئے ان کو ضرور اس میں کچھ عرصہ لگا ہوگا، کیا انھوں نے کھایا پیا نہ ہوگا، کیا زندگی نے ان سے خود تقاضا کیا نہ ہوگا، کیا خود کھانے پینے کی لذت نے زندگی کی رغبت نہ پیدا کی ہوگی اور ان کو یہ نہ سمجھایا ہوگا کہ

اب وہ حضورؐ کے پاس جانے کا ارادہ فسخ کر دیں مگر وہ اللہ کی بندی پکی رہی اور کچھ عرصہ کے بعد بچہ کو لے کر آئی اور عرض کیا کہ حضورؐ میں اس سے فارغ ہو گئی اب میری طہارت میں کیوں دیر ہو؟ فرمایا، نہیں نہیں، ابھی اس کو دودھ پلاؤ جب دودھ چھوٹے تب آنا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس کو دو برس تو ضرور لگے ہوں گے، یہ دو برس کیسی آزمائش کے تھے، نہ پولیس تھی نہ نگرانی نہ مچلکہ نہ ضمانت کتنے خیال اس کو آئے ہوں گے، بچہ کی معصوم صورت اس کو جینے کی دعوت دیتی ہوگی اس کی مسکراہٹ زندگی کی خواہش پیدا کرتی ہوگی اور بچہ اپنی زبان بے زبانی سے کہتا ہوگا کہ اماں میں تو تیری ہی گود میں پلوں گا اور تیری انگلی پکڑ کر چلوں گا مگر اس کا ضمیر کہتا تھا نہیں تیری ماں ناپاک ہے اس کو سب سے پہلے پاک ہونا ہے۔ دل کا یقین کہتا تھا کہ احکم الحاکمین کے یہاں جانا ہے وہاں کی سزا سخت ہے وہ پھر حاضر ہوئی۔ روٹی کا ٹکڑا بچہ کے منہ میں ہے۔ اور کہتی ہے یا رسول اللہ دیکھئے اس بچہ کا دودھ بھی چھوٹ گیا اور وہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا ہے۔ اب میری پاکی میں کیا دیر ہے؟ آخر خدا کی اس سچی اور پکی بندی کو سزا دی جاتی ہے اور حضورؐ خوشنودی کا پروانہ عطا کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اس اکیلی کی توبہ اگر سارے مدینہ پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے لئے کافی ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا

میں پوچھتا ہوں کہ وہ کیا چیز تھی جو بغیر ہتکڑی، بیڑی کے بغیر مچلکہ و ضمانت کے بغیر پولیس کے اس کو کھینچ کر لاتی ہے اور سزا کے لئے اصرار کرواتی ہے۔ آج ہزاروں پڑھے لکھے قابل، فاضل مرد اور عورتیں ہیں جن کا علم اور نقصانات کا یقین ان کو

غلط کام سے باز نہیں رکھ سکتا اور اچھے کام پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہی تینوں انمول موتی عطا کئے علم صحیح، یقین کامل اور نیکی کا تقاضائے قلبی۔ دنیا کو نہ اس سے زیادہ قیمتی سرمایہ ملا، نہ کسی نے اس پر آپ سے بڑھ کر احسان کیا۔

دنیا کے ہر انسان کو فخر کرنا چاہیے کہ ہماری نوع انسانی میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا جس سے انسانیت کا سر اونچا اور نام روشن ہوا، اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا۔ اور ہم انسانیت کی شرافت و عظمت کے لئے کس کو پیش کرتے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دنیا کی رونق اور نوع انسانی کی عظمت ہے وہ کسی قوم کی ملک نہیں۔ ان پر کسی ملک کا اجارہ نہیں، وہ پوری انسانیت کا سرمائیہ فخر ہیں کیوں آج کسی ملک کا انسان فخر و مسرت کے ساتھ یہ نہیں کہتا کہ میرا اس نوع سے تعلق ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان کامل پیدا ہوا۔

آج انسانوں کا کونسا طبقہ ہے جس پر آپ کا براہ راست یا بالواسطہ احسان نہیں؟ کیا عورتوں پر آپ کا احسان نہیں؟ کہ آپ نے ان کے حقوق بتلائے اور ان کے لئے ہدایتیں اور وصیتیں فرمائیں، آپؐ نے فرمایا "کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"۔ کیا کمزوروں پر آپؐ کا احسان نہیں۔ کہ آپؐ نے ان کی حمایت میں فرمایا کہ "مظلوم کی بددعا سے ڈرو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں"۔ خدا کہتا ہے کہ "میں شکستہ دلوں کے پاس ہوں"۔ کیا طاقتوروں اور حکمرانوں پر آپ کا احسان نہیں؟ کہ آپؐ نے ان کے حقوق و فرائض بھی بتلائے

اور حدود بھی بتلائے اور انصاف کرنے والوں اور خدا سے ڈرنے والوں کو بشارت سنائی کہ بادشاہ منصف رحمت کے سایہ میں ہوگا۔ کیا تاجروں پر آپ کا احسان نہیں کہ آپ نے تجارت کی فضیلت اور اس پیشہ کی شرافت بتلائی اور خود تجارت کر کے اس گروہ کی عزت بڑھائی۔ کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ "سچا اور راست گفتار اور دیانتدار تاجر جنت میں قریب ہوں گے" کیا آپ کا مزدوروں پر احسان نہیں کہ آپؐ نے تاکید فرمائی کہ مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو"۔ کیا جانوروں تک پر آپ کا احسان نہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہر وہ مخلوق جو جگر رکھتی ہے اور جس میں احساس و زندگی ہے اس کو آرام پہنچانا اور کھلانا، پلانا بھی صدقہ ہے..... "فی کل ذات کبد حری صدقۃ"۔ کیا ساری انسانی برادری پر آپ کا احسان نہیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپؐ شہادت دیتے تھے۔ کہ خدایا! تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں... "انا شہید ان العباد کلھم اخوۃ" کیا ساری دنیا پر آپ کا احسان نہیں کہ سب سے پہلے دنیا نے آپ ہی کی زبان سے سنا کہ خدا کسی ملک، قوم، نسل و برادری کا نہیں سارے جہانوں اور دنیا کے سب انسانوں کا ہے، جب دنیا میں آریوں کا خدا، یہودیوں کا خدا، مصریوں کا خدا، ایرانیوں کا خدا کہا جاتا تھا وہاں "الحمد للہ رب العالمین" کی حقیقت کا اعلان ہوا اور اس کو نماز کا جزو بنا دیا گیا۔

ہماری آپ کی دنیا میں حکما و فلاسفہ بھی اور ادبا و شعرا بھی، فاتح و کشور کشا بھی، سیاسی قائد اور قومی رہنما بھی، موجدین و مکتشفین (سائنٹسٹ) بھی۔ مگر

کس کے آنے سے دنیا میں بہار آئی۔ جو پیغمبروں کے آنے سے پھر سب سے آخر سب سے بڑے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے آئی۔ کون اپنے ساتھ وہ شادابی اور برکتیں، وہ رحمتیں، نوع انسانی کے لیے وہ دولتیں اور انسانیت کے لیے وہ نعمتیں لے کر آیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ تیرہ سو برس کی انسانی تاریخ پورے وثوق کے ساتھ آپ کو خطاب کر کے کہتی ہے ؎

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

بہترین چائے کا قابل اعتماد مرکز

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

نمبر ۴۴ حاجی بلڈنگ، ایس وی ڈی روڈ نل بازار بمبئی ۳

اسپیشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپیشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی او پی

TELEGRAM. CUPKATTLEY.

TELEPHON No 332220

اب تری زندگی ہوئی

امۃ اللہ تسنیم

جب سے لگی تری لگن زندگی، زندگی ہوئی
دل کو سکون بھی ملا روح میں تازگی ہوئی
جس نے نگاہِ غور کی، حکمتیں منکشف ہوئیں
قلب کو روشنی ملی، دین میں پختگی ہوئی!
چین اسے کبھی نہیں عیش و نشاط میں ملا
جس کی نظر کے سامنے، بعد کی زندگی ہوئی
ذکر ترا سکون ہے ذکر ترا جلائے دل
دل کو جلا جو ہو گئی، دور یہ تیرگی ہوئی
کتنا مزا ہے یاد میں کتنی تڑپ فراق میں
شکل ہے دھوپ چھاؤں کی خوب یہ زندگی ہوئی
جس نے گذاری زندگی تیری رضا کے کام میں
کہتے ہیں بندگی جسے، اصل یہ بندگی ہوئی
میری طلب بھی کم نہیں، تیرے یہاں کمی نہیں
پھر مزا یہ کہ آج تک نفس کی بندگی ہوئی
کتنی خوشی کی بات ہو موت ہو تیری یاد میں
پھر تو کہوں میں بار بار اب تری زندگی ہوئی
تیری بتوں میں کس طرح، دل میں تڑپ رہی تو کیا
کرتی رہی ادائیگی، جیسی بھی بندگی ہوئی

حضورؐ کی تعلیمات اور سماج

مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی

"آج آدم کا کنبہ، باہم مربوط، متفق اور ایک دوسرے مانوس ہونے کے بجائے نفرت وعناد کا رویہ اختیار کرکے اس چمنستان عالم کو گویا درندوں کی آماجگاہ بنائے ہوئے ہے اور آخر اس کا علاج کیا ہے؟ اگر صحیح تجزیہ کیا جائے تو ان تمام خرابیوں کی بنیاد ایک اور صرف ایک نظر آئے گی! وہ ہے دلوں سے خوف خدا کا رخصت ہو جانا اور اس کے نتیجہ میں ذمہ داری کے احساس کا فقدان اور خود غرضی کا غلبہ۔

جب بھی دنیا اس مرض کا شکار ہوئی یہی مناظر دیکھنے کو ملے، اور پھر جس نسبت سے اس مرض میں کمی ہوتی گئی اسی تناسب سے ان حالات میں تبدیلی رونما ہوئی۔

آج سے چودہ سو سال قبل روئے زمین کی آبادی بگاڑ اور خرابیوں کے نقطۂ عروج پر پہنچ کر تباہی اور ہلاکت کے کنارے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نازک وقت میں اللہ تعالےٰ نے رحم فرمایا اور ایک ایسے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا جو سراپا رحمت تھے۔ جنھوں نے اپنے محبت بھرے انداز، حکمت بھرے پیغامات صالح سے بھرپور ہدایات اور اعتدال ومیانہ روی کی شاہکار، راہ عمل کے ذریعہ اسی سرزمین کو جنت کا نمونہ اور یہاں کے رہنے والے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور درپے آزار تھے۔ انھیں بھائی بھائی، مال لوٹنے والوں کو

امانتوں ـــــــ کی حفاظت کرنے والا، آبرو ریزی میں مشغول افراد کو عصمت وناموس کا محافظ، کم دینے بلکہ نہ دینے والوں کو حق سے زیادہ دینے والا بنا دیا۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے اس عظیم احسان کو اس طرح یاد دلایا ہے:۔

"اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمھارے قلوب میں الفت ڈال دی۔ سو تم خدا کے انعام سے آپس میں "بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے کنارے کھڑے تھے سو اس سے خدا تعالےٰ نے تمھاری جان بچائی"

اگر پوچھا جائے کہ رحمت عالم کے پاس آخر وہ کونسا "نسخہ کیمیا" تھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایسا عظیم الشان انقلاب برپا کردیا کہ زمین وآسمان جیسے بدل گئے ہوں، تو اس کا جواب ایک ہی ملے گا اور وہ یہ کہ صرف "خدا کا خوف تھا"

وہ خوف خدا ہی تو تھا جو ایک بادیہ نشین دوشیزہ کو تنہائی میں دودھ کے اندر پانی ملانے سے باز رکھے ہوئے تھا۔

اسی کا کرشمہ تھا کہ حیرہ سے بصرہ تک ایک خاتون تن تنہا سازوسامان کے ساتھ سفر کرتی، مگر اس کی یا اس کے مال کی طرف کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا یہی وہ "محتسب" ہے جو خلوت میں بھی جرم کرنے سے روکتا اور اگر بشری تقاضہ سے اتفاقاً جرم سرزد ہو جائے تو "ماعز اسلمیؓ" کی طرح اعتراف جرم کرنے اور سزا بھگتنے کے لئے بیتاب کردیتا ہے۔

اسی وصف کے پیدا ہو جانے کے بعد ہر تدبیر موثر اور ہر ہدایت مفید ہوتی ہے۔ مذکورہ تفصیل کے بعد یہ سمجھ لینا دشوار نہیں رہ جاتا کہ جب قوانین کی تنفیذ اور اصولوں کی کارفرمائی کا عمل (خوف خدا کے ذریعہ) "زمین" تیار ہو جانے کے بعد ہوگا تب ہی وہ حقیقی طور پر بارآور اور متوقع ثمرات پیدا کرنے والا بنے گا، اس کے بغیر نہیں۔

آج کا المیہ یہی ہے کہ قوانین وضوابط کی تو بھرمار ہے کہ ہر صوبے میں ایک قانون ساز ٹولہ موجود ہے مگر ان پر عمل کرنے کا جذبہ قانون بنانے والوں میں بھی مفقود ہے اس لئے قانون اور قانون کے نگہبانوں کے زیر سایہ' جرائم پرورش پا رہے ہیں۔ بلکہ شاید یہ کہنا بے جا نہ ہو کہ ان کی راہنمائی میں ہی قانون شکنی کا "مقدس فریضہ" انجام پا رہا ہے:

بہترین معاشرہ کے حصول کے لئے متوازن احکام اور معتدل قوانین کی اثر انگیزی سے بھی انکار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوں میں "خوف خدا" پیدا کرکے گویا بہترین نتائج حاصل کرنے کے قابل "زمین" تیار کرلی مگر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس کے بعد معاشرتی آداب سکھلائے، تمدنی احکام دیئے اور تعزیری قوانین نافذ کئے۔

ان تمام احکام وہدایات نیز اصول وضوابط میں اعتدال ومیانہ روی کی راہ اختیار کی جو اسلام کا طرۂ امتیاز اور نبی رحمت کے پیغام کا خلاصہ ہے اسی بنیاد پر اسے "دین قیم" اور اس کے قبول کرنے والوں کو "امت وسط" کا امتیازی لقب دیا گیا ہے۔

تمام احکام وقوانین کا تجزیہ کرکے مذکورہ امتیاز کو واضح کرنا بہت بڑا کام ہے جو تفصیل طلب بھی ہے اور تھوڑے وقت میں نہ ہو سکنے والا بھی! اس لئے یہاں صرف آج کے حالات اور وقت کے تقاضے کے مطابق "اجیر ومستاجر" کے بارے میں ارشادات نبوی سے جو رہنمائی حاصل ہو رہی ہے اسے "مختصراً" پیش کیا جا رہا ہے تاکہ کارخانہ دار ومزدور کی کشاکش (جو آج ایک عالمی مسئلہ بنی ہوئی ہے اور جس کے حل کرنے کے واسطے متعدد نظریات وجود میں آئے۔) اس جیسے اہم مسئلہ کا پیغام نبوت کی روشنی میں حل تلاش کیا جا سکے اس بارے میں اسلامی تعلیمات کی اصل روح یہ ہے کہ ہر شخص بس اپنے فرائض کی انجام دہی، حقوق ادا کرنے کی فکر اور اپنی ذمہ داریوں سے اچھے طریقہ پر عہدہ برآ ہونے کی کوشش میں لگا رہے۔ نیز ہر ایک، خدا کے سامنے اپنے کو جواب دہ ہونے کا تصور ہمہ وقت ذہن میں رکھے دوسروں کی کوتاہیوں پر نظر رکھنے، عیب جوئی کرنے اور ان پر تنقید کرنے سے گریز کرے (کیونکہ یہی چیزیں فتنوں کو ابھارنے کا سبب بنتی ہیں۔)

لیجئے! اس سلسلے میں نبی رحمتؐ کے حکمت بھرے کچھ پیغامات سن لیجئے جس سے آج کی پیاسی واداسی دنیا پیاس بجھا سکتی اور تروتازگی حاصل کر سکتی ہے۔

"اللہ کے رسولؐ نے فرمایا (لوگو! کان کھول کر) سن لو! تم سب کے سب (چھوٹے بڑے) ذمہ دار ہو اور تم سب ہی اپنی ذمہ داریوں کے (پورا کرنے نہ کرنے) کے بارے میں بازپرس ہوگی، چنانچہ سربراہ حکومت پر تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے اور ان سے ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ ٹھیک طرح عہدہ برآ ہوا یا نہیں) اور (گھر کا) ہر شخص، اپنے اہل خانہ کا نگراں ہے اور اس سے ان

(زیرِ اثر افراد) کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ (کہ ان کی نگرانی کا حق ادا کیا یا نہیں ؟) عورت اپنے شوہر کے مکان کی ذمہ دار ہے اور اس کی اولاد کی (تربیت کی بھی) چنانچہ اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ (خیر خواہی اور تربیت کا حق ادا کیا یا نہیں ؟) کسی شخص کا گھریلو ملازم اس کے مال کا محافظ اور (خیر خواہی کرنے کا) ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی سے اس بارے میں معلوم کیا جائے گا (کہ اپنا فرضِ منصبی اچھی طرح ادا کیا، یا نہیں) (دوبارہ غور سے) سن لو! کہ تم سب ہی (کسی نہ کسی اعتبار سے) ذمہ دار ہو اس لئے تم سب سے ہی اپنی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیان کردہ زرین اصول پر بار بار غور فرمائیے اور بتائیے، کیا اس سے زیادہ بہتر راہ پیش کرنا ممکن ہے۔ کیا ان ہدایات سے بڑھ کر مفید معاشرہ میں سدھار پیدا کرنے اور ذمہ داری کا احساس جگانے کی کوئی اور تدبیر ہو سکتی ہے ؟

آج سارا عالم خود غرضی کی آگ میں جل رہا ہے۔

ذمہ داری کے احساس کو ترس رہا ہے

اس کے نتیجے میں زمین کی پشت "آرام گاہ (فراش و مہاد) ہونے کے بجائے میدانِ جنگ نظر آرہی ہے۔ اس آگ کو بجھانے اور اس جنگ کو ختم کرنے کی اس کے سوا بھی کیا اور کوئی تدبیر ہو سکتی ہے کہ ذمہ داری کے سوئے ہوئے احساس کو جگایا جائے' خیر خواہی کے خوابیدہ جذبہ کو جھنجھوڑا جائے اور ہر ایک کے ذہن میں ایک علیم و خبیر ہستی جس پر کوئی چھوٹی سے چھوٹی، خفی سے خفی چیز بھی، چھپی نہیں رہ سکتی۔

اس کے سامنے جواب دہ ہونے کا تصور جو بے عملیوں بلکہ بداعمالیوں کی گرد میں پوشیدہ ہو گیا ہے، اسے اجاگر کیا جائے۔

یہی سب کچھ اس نہایت معجز اسلوب، جامع اندازِ بیان دلنشیں پیرایہ میں اور اثر انگیز طریقہ پر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے فرمایا۔ چاہیے کہ ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق دے اور ان اصول کو زندگی کا دستور العمل بنانے کی توفیق دے اور ان اصول کو اپنانے کی کوشش میں دل و جان سے لگ جائیں

نفس کے اندر مسئولیت کا احساس پیدا ہو جانے کے بعد نتیجہ کے طور پر دو چیزیں خود ابھر آتی ہیں۔

اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا

دوسروں کے حقوق ادا کرنا

یہی وہ دو عملی چیزیں ہیں جن کے نہ ہونے سے آج سارا عالم میدانِ جنگ معلوم ہو رہا ہے کہ آئے دن مظاہروں، بھوک ہڑتالوں، اندولنوں اور ان سے بڑھ کر آگ لگانے نیز کشت و خون کے مناظر دیکھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں۔

آئیے! دیکھیں کہ زیرِ نظر مسائل کے بارے میں اس منارہ نور سے کیا روشنی ملتی ہے :۔

(نبیؐ نے فرمایا کہ) تین شخصوں (کے خلاف یعنی ان کے مدمقابل) قیامت کے دن میں خود (خدا کے دربار میں) مقدمہ کا فریق ہوں گا۔

(ان تین میں) ایک وہ شخص ہے کہ جس نے مزدور سے کام تو پورا لے لیا مگر

اس کی اجرت نہیں دی۔

آخرت کے محاسبہ کا یقین ہو، اس کے بدن پر لرزہ طاری کرنے کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم، رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے خلاف خدا کی بارگاہ میں کوئی مقدمہ پیش کریں اور اس کے مدمقابل ہو کر فریق بن جائیں۔ اس کی بدبختی اور ہلاکت و بربادی میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے، اور اس کو کہیں ٹھکانا مل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا یقین پیدا فرما دے۔ مزدور کی حمایت اور اس کی پشت پناہی کا اس سے زیادہ اثر انگیز طریقہ اور اس کی اجرت نہ دینے والے کے لیے اس سے زیادہ لرزہ خیز اور کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بیان ہوا۔ بشرطیکہ مرنے کے بعد آنے والی زندگی کا یقین کامل اور خدا کا خوف ہو۔ اگر یہ نہیں تو کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

"مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔"

ساتھ ہی یہ بھی ضروری قرار دیا گیا کہ پہلے اجرت متعین کی جائے اس سے اجیر کو مطلع کر دینا ضروری بتایا گیا ہے۔

جو شخص کسی سے بھی مزدوری پر کام کرائے اسے اجرت کی تعداد طے کر کے) بتا دے ان حدیثوں میں مزدور کی اجرت متعین کرنے اور اس کا پورا حق ادا کرنے کے علاوہ اسے جلد ہی مزدوری دیدینے کا بھی حکم ہے۔ تاکہ وہ اپنا حق محنت حاصل کرنے کے لیے مزید پریشانی اٹھانے اور سیٹھ جی یا ٹھیکہ دار صاحب یا کارخانہ دار کے مکان کا چکر لگانے پر مجبور نہ ہو۔ اور اس کا جو وقت کسی دوسری جگہ مزدوری کر کے

مزید اجرت حاصل کرنے میں خرچ ہونا چاہیے۔ وہ اسی گذشتہ کام کا حق وصول کرنے کی نذر نہ ہو جائے۔ ایک طرف ان احکامات پر نظر رکھیے، دوسری طرف ترقی یافتہ دور میں سرکاری کاموں کے "پیمنٹ" کی تاخیر، دفتر کے اندر فائلوں کے جنگل میں، کاغذات کی گمشدگی اور اس پر مستزاد افسروں و کلرکوں کی لاپرواہی وغیرہ بدعنوانیاں کہ جس کی وجہ سے حق محنت وصول کرنا گویا جوئے شیر لانے کے برابر ہوتا ہے جواب ایک معروف حقیقت اور ناگزیر مصیبت سمجھی جاتی ہے۔ ان سب کو دیکھئے تو بیساختہ کلمات شکر زبان پر آ جائیں گے اور ان ہدایات کی قدر پیدا ہو گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب حق کا حق دلانے کے لیے محض اخلاقی ہدایات دینے اور ترغیبی و ترہیبی انداز بیان اختیار کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض مواقع پر قانوناً بجبر حق دلایا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون نے اپنے شوہر کے پورا خرچ نہ دینے کی شکایت کی تو آپؐ نے حکم دیا:۔

"تم اتنا خرچ (قانون کی طاقت سے) لے لو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو قاعدہ کے ساتھ خرچ کرو تو کافی ہو جائے۔

اسلام کے قوانین میں نہ صرف یہ کہ مزدوری جلد اور پورا حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ یہ بھی ہدایت کی گئی کہ طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور مشقت میں نہ ڈالا جائے۔

قرآن مجید نے حضرت شعیبؑ کا۔ اس بات میں۔ ایک نہایت مفید اور زرین نقل کر کے اسے گویا "راہنما اصل" کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ حضرت شعیبؑ نے

"موسیٰ علیہ السلام سے اجرت کا معاملہ طے کرتے وقت کہا :۔ لیکن میں تم کو مشقت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا :

اسی طرح رحمت عالمؐ نے فرمایا" (خادم پر) کام کا اتنا بار نہ ڈالا جائے کہ اس سے نہ اٹھ سکے ۔

ہاں ! اگر کسی وقت بڑا کام لینا ناگزیر ہو جائے تو اس کی مدد کرنا اور اسے سہارا دینا ضروری قرار دیا گیا ۔

اس کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جو اس کے بس کا نہ ہو، اگر ایسی صورت پیش آ ہی جائے تو خود سہارا دو (اور ہاتھ بٹاؤ)

دیکھئے ! سیٹھ صاحب، ٹھیکہ دار، ساہوکار، ہر ایک کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ مزدور کا ایسے کاموں میں ہاتھ بٹائیں وہ اسے سہارا دیں۔ جو کام وہ تنہا بآسانی نہ کر سکتا ہو اس میں کسی کو اپنی توہین یا "ان سلٹ" محسوس نہ کرنا چاہیے ۔

رسول کریمؐ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ یہاں تک ہدایت دی کہ جب ملازم نے کھانا پکایا اور سلسلہ میں اس نے آگ کی گرمی، دھویں کی گھٹن، نیز پکانے کی تکلیف برداشت کی ان چیزوں کا تقاضا ہے کہ جب وہ کھانا تیار کر کے لائے تو اسے بھی پاس بٹھا کر کھلایا جائے ۔

"جب تمہارے خادم نے کھانا تیار کرکے، آگ کی گرمی و دھوئیں کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد تمہارے سامنے پیش کیا تو اسے بٹھا کر ساتھ کھلاؤ :

غور فرمائیے ! اور بتائیے کہ آج کوئی "چھوٹا بڑا کام ریڈ" ھیپڑوں کا پورا

زور صرف کر کے "سوشلزم" کا نعرہ لگانے والا بھی ایسا کرتا ہے :

یہی نہیں، اس کے علاوہ اور بھی احکامات دیے۔ مثلاً خادم کو مارنے اور اس کو برا بھلا کہنے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آنے کو ممنوع کر دیا نیز اس کی غلطیاں معاف کرنے کا حکم دیا۔ مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں۔

"میں اپنے کام کاج کرنے والے لڑکے کو مار رہا تھا تو پشت کی طرف سے آواز آئی، اے ابو مسعودؓ ! اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قابو یافتہ ہے۔ جتنا تو اس خادم پر :

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے " خادم کو مارا نہ کرو :

ایک متبع رسول صحابی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا :۔

" خادم کی کتنی غلطیاں معاف کی جائیں (تا کہ پھر اس کے بعد سزا دی جائے)

آپؐ نے اس سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہے۔ انھوں نے دوبارہ یہی سوال کیا۔ اس کا بھی جواب نہیں دیا۔ جب تیسری بار سوال کیا تب ارشاد فرمایا :۔

" ہر روز اس کی ستر خطائیں معاف کرو :

اور یہ ہدایات صرف دوسروں کے لیے ہی نہیں تھیں بلکہ آپؐ نے خود ان سے کہیں زیادہ بہتر اپنے خدام کے ساتھ معاملہ کیا۔

جیسا کہ دس سال مسلسل خدمت اقدس میں رہنے والے خوش قسمت صحابی حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ میں نے دس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کبھی آپ نے مجھے ڈانٹا نہیں، جھڑکا نہیں۔ کبھی کوئی کام خراب ہو گیا

تب بھی یہ نہیں کہا کہ ایسا کیوں کیا؟ یا یہ کیوں نہیں کیا؟ کام بگڑ جانے پر گھر کے کسی فرد نے ڈانٹا تو آپؐ نے اس کو بھی روک دیا۔

"جس طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام لینے والوں سے مزدوروں کا حق دلانے کے بارے میں انتہائی تاکیدی اسلوب اختیار کیا، اسی طرح مزدور سے دیانتداری کے ساتھ مزدوری کرنے اور محنت و جفاکشی سے کام کرنے کا مطالبہ کیا۔ اسی کو ان کی آخرت میں کامیابی کا ایک سبب اور ایسا نہ کرنے پر خدا کے غضب کا مستحق بتایا۔ اسی طور پر دونوں گروہوں کو ان کے واجبات و فرائض نہ صرف یاد دلائے بلکہ انھیں بہتر طریقہ کے ساتھ پورا کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی دونوں کو ایک دوسرے کے حدود میں دخل دینے سے روکا کہ یہی بات (دوسروں کے دائرہ کار میں دخل اندازی) تمام تر فتنہ انگیزی کا سبب بنتی ہے۔

لکھنؤ کا مشہور و معروف خوشبودار، خوش ذائقہ، مفید صحت اور لذیذ تمباکو

رائل زردہ	اسپیشل رائل زردہ	اکسٹرا اسپیشل رائل زردہ

نمبر ۱۰۷ اور نمبر ۵۰۱

ہمیشہ استعمال کیجیے

بنانے والے رائل زردہ فیکٹری سعادت گنج لکھنؤ

تعزیتی خطوط

تعزیتی خطوط برابر چلے آ رہے ہیں، سب کا شائع کرنا اور سب کے جوابات دینا دونوں مشکل ہیں۔ تمام تعلق والے حضرات اسی تحریر کو رسید سمجھیں، اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو اس محبت و تعلق کی جزا عطا فرمائیں اور آخرت تک اس تعلق کو قائم رکھیں۔ دو اہم اور ضروری تحریریں شائع کی جا رہی ہیں۔ (ادارہ)

مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کے خط سے:

بنام مولانا علی میاں صاحب

جانا ایک دن سب کو ہے، بس آگے پیچھے کی بات ہے، عمر بھر کا ساتھ چھوٹ جانا بڑا شاق ہوتا ہے، چار و ناچار برداشت تو سبھی کو کرنا پڑتا ہے لیکن رفاقت و غمگساری کا بھلانا آسان نہیں ہوتا، یاد رہ رہ کر آتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ اسی کے سہارے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ

"بنت امۃ اللہ مرحومہ کے سوانح حیات مرتب ہونے ضروری ہیں۔ ابھی تو شدت جذبات کی وجہ سے آپ کے لئے لکھنا آسان نہ ہوگا، لیکن ذرا سکون ہو جائے تو ان کے ضروری حالات قلم بند کرا دیجئے اور والدہ مرحومہ کی طرح قریبی عزیزوں کے تاثرات بھی شامل کرا دیجئے، ان کا کلام بھی آخر میں درج کر دیا جائے، ان کے حالات اور خیالات سے انشاء اللہ فائدہ پہنچے گا اور اس کا ثواب ان کو پہنچتا رہے گا۔"

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی اہلیہ محترمہ کا خط

مولانا علی میاں صاحب کے نام

آج اچانک صبح الجمعیۃ اخبار سے بہن مرحومہ کے انتقال کی افسوس ناک خبر معلوم ہوئی۔ جس سے بہت صدمہ پہنچا انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماکر اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے میں نے ان کو کئی بار دیکھا تھا اور ان کی ذاتی خوبیوں اور نیکیوں اور علمی صلاحیتوں سے ذاتی طور پر واقف تھی۔ میرے ساتھ بھی انھیں بڑا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے یہاں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

عزیزم مولانا اسعد میاں صاحب سلمہٗ اور میاں ارشد سلمہٗ آج کل باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کو بھی بڑا صدمہ ہوگا۔ اہلیہ ارشد سلمہٗ اور میری سب بچیاں بعد سلام مسنون کے کلمات تعزیت پیش کرتی ہیں۔ والدہ عبدالحئی سلمہٗ بھی آج کل یہاں موجود ہیں۔ وہ بھی دکھ کا اظہار کر رہی ہیں۔ گھر میں سب سے سلام کہہ دیں، دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ والسلام

نکل دواء دواء **عورتوں کے لئے** نکل دواء دواء

وہ خواتین جو پوشیدہ بیماریوں میں مبتلا ہوں اور علاج معالجے سے عاجز آگئی ہوں صرف ایک مرتبہ خدا پر بھروسہ کرکے ہمارا ایک کورس کھاکر حیرت انگیز طور پر کلی صحت حاصل کریں۔ مرض خواہ کتنا پرانا ہو انشاء اللہ یقینی صحت ہوگی مکمل اعتماد کریں۔

پتہ: مولوی محسن اختر قصبہ رسڑا۔ ضلع بلیا۔ یوپی

اسلام اور ہم

محمد قطب

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے عقیدے سے نوازا ہے جو ہمیں ہر کشمکش میں ممتاز رکھے اور ہمیں مٹنے سے بچائے۔

"هو سمّاکم المسلمین من قبل وفی هذا لیکون الرسول شهیدا علیکم وتکونوا شهداء علی الناس وکذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس"

(ترجمہ) "اللہ نے پہلے بھی تمھارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی تمھارا یہی نام ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ اور اسی طرح تو ہم نے تمھیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو"

مگر قرآن کریم کی ان آیات کا مخاطب بننے کے لئے ہمیں مسلمان بننا ہوگا۔ تو کیا ہم مسلمان ہیں؟

آج ہمارے ذہنوں میں اسلام کا مفہوم سکڑتا چلا گیا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں اسلام کا یہ مفہوم محدود ہوتا چلا گیا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں شامل اور کائنات کی تمام حقیقتوں پر محیط ہے اس کے بجائے اسلام زندگی سے منقطع ان چند عام خیالات کا نام رہ گیا ہے جو ایک مسلمان کے دل میں موجود

ہوتے ہیں، خواہ یہ مسلمان ایک غیر اسلامی معاشرے میں رہتا ہو اور اس غیر اسلامی معاشرت کو برا بھی نہ سمجھتا ہو اور نہ اس کی تبدیلی کے لئے عملی جدوجہد کرے بلکہ اس مسلمان کی عملی زندگی بھی اسلام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ جو روایات وہ اپنائے ہوئے ہے وہ غیر اسلامی ہیں۔ اس کے افکار غیر اسلامی ہیں۔ اس کے تصورات غیر اسلامی ہیں اور اس کی یومیہ عملی زندگی کا کوئی رشتہ اسلام سے نہیں ہے۔ ایک ایسی مکمل زندگی کا مفہوم کیونکر ہمارے ذہنوں سے مٹ گیا جو مکمل طور پر اسلامی اصول افکار اور اسلام کی عملی شکل پر مبنی ہو۔ جس میں دین و دنیا دونوں کھوئے ہوں: اور جو مرد و عورت، خاندان اور معاشرے سب پر محیط ہو۔ مسلمان کے دل میں یہ بات کیسے آئی کہ وہ اپنے اصول، روایات، طریقے کسی بھی غیر اسلامی معاشرے سے لے سکتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ کر لینے کے بعد بھی وہ مسلمان رہیں گے۔

یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ایک مسلمان کا یہ تصور ہو کہ وہ اپنے رب کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرکے اور اس کی تمام امانتوں میں خیانت کرکے دھوکہ بھی دے سکتا ہے، فریب بھی کر سکتا ہے، جھوٹ بھی بول سکتا ہے، خیانت بھی کر سکتا ہے، جائز اور حلال حدود سے تجاوز کرکے ناجائز اور حرام ذرائع سے استفادہ بھی کر سکتا ہے، اسلامی معاشرے کے قیام کی ذمہ داری سے آزاد رہ سکتا ہے۔ بلکہ ظلم و انحراف اور گناہ پر مبنی غیر اسلامی معاشرے کے قیام میں شریک رہ سکتا ہے۔ اور اس سب کے باوجود بھی چند رکعت نماز لاپرواہی سے پڑھ لینے سے مسلمان رہ سکتا ہے:

ایک مسلمان عورت کے دل میں یہ تصور کیونکر ابھرا کہ وہ اپنے رب کی تعلیمات کی مخالفت کرکے اور اس کی امانتوں میں خیانت کرکے دھوکہ دے سکتی ہے، جھوٹ بول سکتی ہے، کینہ پروری کر سکتی ہے۔ غیبت کر سکتی ہے۔ اور سر بازار نیم عریاں نکل کر فتنہ بن سکتی ہے۔ وہ عمل صحیح، اپنی اولاد کی تربیت اور دعوت کے ذریعہ سے اسلامی معاشرے کے قیام کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو سکتی ہے بلکہ وہ اپنی غلط سرگرمیوں کے ذریعہ ایسی غیر مسلم معاشرے کے قائم کرنے میں شریک ہو سکتی ہے۔ جو ظلم و معصیت اور اسلام سے انحراف پر مبنی ہو۔ پھر بھی اس کے دل میں یہ بات موجود رہتی ہے کہ اس کے قلب کی اچھی نیت اللہ کے سامنے اسے تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش قرار دے سکتی ہے۔ اس کے قلب میں یہی بات بسی ہوتی ہے کہ:۔

ہم مسلمان ہیں! لیکن ۔ کیا حقیقتاً ہم مسلمان ہیں؟ اگر اس کا علم ہمیں ہو جائے کہ یہ "بگاڑ" کہاں سے ابھرا، کیونکر ابھرا اور کس طرح وسیع ہوتا چلا گیا — تو شاید ہم اس فریب سے نکل آئیں۔ اور اللہ کی طرف رجوع کرکے اپنے نفسوں کا جائزہ لے کر صحیح اور سچے مسلمان بن جائیں۔ توفیق و ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

رضوان کے سالانہ خریدار بن کر
امۃ اللہ تسنیم نمبر
مفت حاصل کیجئے

طنزیہ

مہمان رحمت یا زحمت!

علامہ تخلص بھوپالی

پنج بھون۔ بھوپال

ڈیر اعجاز۔ خلوص!

عرصہ سے تمھاری خیریت کے لیے "کیو" لگائے بیٹھا ہوں، مگر ہنوز لا علم ہوں یقینی مصروف ہو گئے۔ ورنہ تمھاری یہ عمر داغ مفارقت دینے والی تو نہیں۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ تمھارے بھول جانے میں ہی بھلا ہے۔ مستقبل میں پھلنے پھولنے کے مواقع ملتے ہیں کیونکہ تمھاری آٹھ روز کی مہمانی سے میرے اور میرے لواحقین کے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خیر۔ اس وقت ایک اپنی ضرورت سے خط لکھ رہا ہوں۔ حامل ہذا مسٹر مسعود میرے ایک دوست کے عزیز قریبی ہیں موصوف کو دس سال کی پیہم ورزش اور کوشش نیز نیتاؤں کی سفارشوں اور جہد کے بعد دہلی میں چپراسی کے عہدہ جلیلہ پر جھنڈیاں اٹھانے پر تقرر ہوا ہے۔ نئی جگہ، غیر مانوس اور اجنبی ماحول۔ امید کہ دیرینہ تعلقات کی پاداش میں آپ حامل ہذا مسٹر مسعود کو ہمہ قسم کی سہولتیں دیں گے۔ اگر ان سہولتوں میں قیام و طعام کی جملہ آسانیاں بھی شامل کر تو عین نوازش ہوگی۔ امید کہ مزاج گرامی۔

آپ کا خیر اندیش: تخلص بھوپالی

تقریباً بیس روز بعد مسٹر اعجاز کا خط موصول ہوا۔

ڈیر تخلص۔ آداب

آپ کے ارسال کردہ مہمان مسٹر مسعود تادم تحریر میرے غریب خانہ پر فروکش یا خیمہ زن ہیں۔ مجھ سے روز شام کو مکان نہ ملنے کی شکایت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اتوار کے دن میرے بچوں کے لیے پھل پھلاری بھی لے آتے ہیں۔ تاکہ ان کے قیام و طعام کی سہولتوں میں مزید اضافہ ہوتا رہے۔ چونکہ آدمی اپنی عمر سے زیادہ ذہین معلوم پڑتے ہیں، بایں وجہ آج تک کوئی مکان دستیاب نہ ہو سکا نہ ہی کسی ہوٹل کا کھانا پسند آیا۔ خیر ایک نجی ضرورت پر یہ خط ارسال کر رہا ہوں۔ یعنی ایک اپنے دوست کو اپنے پاس امروز فردہ میں ارسال کر رہا ہوں۔ امید کہ آپ اپنے یہاں ٹھہرا کر جملہ آسانیاں بہم پہنچائیں گے۔ اگر ان جملہ آسانیوں میں قیام و طعام کے ساتھ روزگار یا نوکری فراہم کرنا بھی شامل کر لیا جائے تو از حد ممنون ہوں گا۔

احقر: اعجاز

ایک خط بذریعہ ایکسپریس ڈلیوری دہلی روانہ کیا۔

ڈیر اعجاز!

تمھارا خط ملا۔ ایک ٹیلی گرام علاحدہ سے روانہ کر چکا ہوں کہ اپنے دوست کو روکے رکھو۔ میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں بلکہ یوں سمجھئے کہ اپنا مستقر چھوڑ چکا۔ نیز آپ میرے مرسلہ مہمان مسٹر مسعود کو نکال باہر کیجیے۔ میں مسٹر مسعود کو بھی علاحدہ سے خط لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ اب آپ اپنے مہمان کو تا حکم ثانی روکے رکھئے گا۔ خط کو تار سمجھیے۔

خیر اندیش۔ تخلص بھوپالی

بھوپال

مسٹر مسعود معرفت اعجاز صاحب

مسٹر مسعود۔ میری سفارش اور میزبان کی شرافت کو آزمائش میں نہ ڈالئے سخت مہنگائی کا زمانہ ہے ادھر آپ کے میزبان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جن کی حالت آپ کے مستقل قیام سے تیمیوں کے ایسی ہو چکی ہے۔ ادھر خارجاً معلوم ہوا کہ مسٹر اعجاز کے مکان میں چوری ہونے والی ہے۔ ایک تو آپ کا پردیس دوسرے اجنبی جگہ۔ بے حیلہ وسیلہ انسان۔ پولیس یونہی قوم یتیم سے محبت کرنے کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اس لئے اپنی عزت بچاؤ۔ اپنے میزبان کی غریبی ہٹاؤ۔ کسی دھرم شالہ میں جاکر پڑاؤ ڈال لو۔ اگر آپ نہ مانے اور اپنے میزبان کو برابر تو میائے رہے تو میں غیر معینہ مدت تک ایک بہت بڑے معاشی جنجال سے متعلق ہو جاؤں گا۔

آپ کا: تخلص بھوپالی

دہلی

ڈیر تخلص صاحب۔ آداب

آپ کے ارسال کردہ مہمان مسٹر مسعود شاید برا مان کر راتوں رات کسی دوسری جگہ چلے گئے۔ آپ کا گلے گلے تک شکریہ۔ میں جن صاحب کو آپ کے پاس بسلسلہ تلاش معاش روانہ کر رہا تھا۔ روک لیا ہے۔ آپ ہرگز اب ترک سکونت اختیار نہ کیجئے۔ زیر بار ہوں گے۔ امید کہ مزاج گرامی ——— ناگزیر حالت میں کار القہ سے یاد کیجئے۔

آپ کا اپنا: اعجاز

حج و مقامات حج

ترتیب: ——— محمد رابع حسنی ندوی

مقدمہ ——— مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

آپ اگر حج و زیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں

یا اب حاصل کرنا چاہتے ہیں

یا وہاں کی معلومات کا آپ کو شوق ہے۔

تینوں صورتوں میں آپ یہ کتاب پڑھئے

اس کتاب سے آپ کو بیک وقت

سفر نامہ کا لطف۔ جغرافی واقفیت۔ فقہی افادیت حاصل ہوگی۔

محمد رابع حسنی ندوی نے حجاز کے متعلق کتابی اور مشاہداتی دونوں طریقوں سے معلومات حاصل کرکے یہ کتاب تیار کی ہے

صفحات ڈیڑھ سو

تشریحی و معلوماتی نقشے اور تصویریں اس کے علاوہ

قیمت: ۵ روپے

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

سوال و جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

ادارہ

س: فاتحہ کی حقیقت کیا ہے اور اس کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ بہت آسان طریقہ پر وضاحت کے ساتھ اس طرح لکھئے جس میں شک وشبہ نہ رہے اور پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

ج: فاتحہ عرف عام میں مردہ کو ثواب پہنچانے کے لیے سورہ فاتحہ اور چند سورتیں (مثلاً قل ھو اللہ) پڑھ کر بخشنے کو کہا جاتا ہے۔

کوئی بھی ایسی عبادت جو فرض یا واجب نہ ہو، اس کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو بخش دینا اچھا کام اور ثواب کی بات ہے بشرطیکہ اس کے اندر کوئی خاص ایسی پابندی نہ کی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عائد نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً کھانے وغیرہ کو سامنے رکھ کر یا کوئی خاص دن یا وقت مقرر کرکے یا کسی جگہ کوئی خاص طریقہ رسم میں آگیا ہو اس کی پابندی نہ کی جائے ورنہ یہ بدعت ہوگی (جس سے ثواب ملنے کے بجائے گناہ کا خطرہ ہے) اگر ایصال ثواب نہ کیا جائے تو شریعت کی طرف سے کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی البتہ درجہ سستی اور بخیلی ہونے کی علامت ہوگی۔ آپ کوئی اچھا کام کیجئے خواہ نفل نماز پڑھئے، تلاوت کیجئے، کسی بھوکے کو کھانا کھلائیے۔ پیاسے کو پانی پلائیے، کسی غریب کو کپڑے یا کسی ضرورت مند کو نقد پیسے دیجئے غرضکہ

کوئی بھی ثواب کا کام کیجئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کیجئے اے اللہ اس عمل کو قبول فرما کر اس کا ثواب (فلاں) کو عطا فرما دے۔ اگر دعا سے پہلے درود شریف پڑھ لیں تو دعا قبول ہو جانے اور ثواب پہنچ جانے کی زیادہ امید ہے۔ اسی طرح کوئی نفلی عبادت کسی کو ایصال ثواب کی نیت سے کریں تو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ ثواب پہنچ جائے گا (چاہے بعد میں دعا نہ کریں) مثال کے طور پر اس نیت سے کنواں بنوائیں کہ اس کا ثواب ہمارے والدین کو ملتا رہے اور بعد میں دعا نہ کریں جب بھی ایصال ثواب ہو گیا، یا کسی غریب کو ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلا دیں تو ایصال ثواب ہو گیا۔